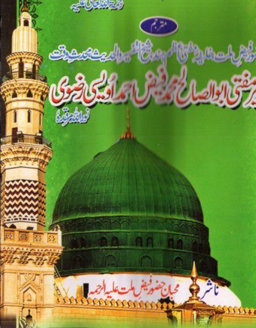
حُسنُ المَقصِدِ فِی عَمَلِ المَولِدِ

تصنیف لطیف

شیخ الاسلام والمسلمین

حضرت علامہ امام جلال الدین سیوطی

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ



مترجم

حضور فیض ملت مفسر اعظم پاکستان شیخ التفسیر والحدیث محدث وقت

پیر مفتی ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی

نوراللہ مرقدہٗ

ناشر محبان حضور فیض ملت علیہ الرحمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ

نام کتاب : حُسْنُ الْمَقْصِدِ فِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ

نظر ثانی : حضرت علامہ مفتی محمد فیاض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی

سن اشاعت: صفر المظفر ۱۴۳۷ھ بمطابق نومبر 2015ء

تعداد: ایک ہزار

قیمت:

ناشر: محبان حضور فیض ملت علیہ الرحمہ

رابطہ: 0300-6825931

0300-2624660

گزارش

اگر آپ کو اس رسالے میں کسی بھی قسم کی کوئی غلطی یا کوئی کمی بیشی نظر آئے تو اسے اپنے قلم سے درست کر کے ہمیں بھیجئے تاکہ ہم آئندہ اشاعت میں اس کمی کو پورا کرسکیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مختصر سوانحی خاکہ

مترجم: حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی صاحب

از ملک محمد صادق موتھا (مرحوم)



نام ◄ محمد فیض احمد

کنیت ◄ ابو الصالح

تخلص و نسبت ◄ قادری اویسی، رضوی

ولدیت ◄ مولانا نور احمد صاحب اویسی

خطابات ◄ استاذ العلماء، مفسر اعظم پاکستان، عمدۃ المحدثین، فیضِ ملت، فیضِ مجسم، صاحب تصانیف کثیرہ، رئیس التحریر، محدث بہاولپوری

سن پیدائش ◄ 1932ء

جائے پیدائش ◄ بستی حامد آباد ضلع رحیم یار خان

ذات ◄ جٹ لاڑ (جام)

شجرہ نسب ◄ آپ کا شجرہ نسب حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے جا کر ملتا ہے۔

خاندانی پیشہ ◄ زراعت / کاشتکاری

ابتدائی تعلیم ◄ اپنے والد ماجد مولانا نور احمد اویسی صاحب سے حاصل کی۔

حفظ قرآن ◄ استاد حافظ جان محمد، حافظ سراج احمد، حافظ غلام یٰسین صاحبان

درسِ نظامی ﴿ خورشید ملت علامہ حضرت خورشید احمد فیضی اور مولانا عبدالکریم اعوان فیضی، مولانا سراج احمد مکھن بیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم

دورۂ حدیث ﴿ محدث اعظم پاکستان علامہ مولانا سردار احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فیصل آباد

درس وتدریس ﴿ علامہ محمد فیض احمد اُویسی صاحب نے 1952ء میں اپنی بستی حامد آباد میں مدرسے کی بنیاد رکھی اور درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔

بہاولپور آمد ﴿ 1963ء میں آپ بہاولپور تشریف لائے اور قطعۂ اراضی 5 کنال خرید کر سیرانی مسجد اور مدرسہ جامعہ اُویسیہ رضویہ کی بنیادیں استوار کیں، آج یہ عالیشان مسجد اور مدرسہ محکم الدین سیرانی روڈ پر دکھائی دیتا ہے۔

مشہور اُردو کتب. سفرنامہ شام وعراق، فتاویٰ اُویسیہ، شرح حدائق بخشش ۲۵ جلدیں، تفسیر فیوض الرحمٰن ترجمہ روح البیان ۳۰ جلدیں، ذکر سیرانی، ترجمہ وتشریح صحاح ستہ، ترجمہ کیمیائے سعادت، ترجمہ احیاء العلوم، ترجمہ مکاشفۃ القلوب، ترجمہ شرح الصدور، ترجمہ البدور السافرۃ فی احوال الآخرۃ، ترجمہ الاشاعۃ لاشراط الساعۃ (قیامت کی نشانیاں)، اَلزَّوَاجِرُ عَنْ اِقْتِرَافِ الْکَبَائِرِ اُردو ترجمہ جہنم سے بچانے والے اعمال، فرشتے ہی فرشتے، جن ہی جن، سیرت حبیب کبریا (۱۰ جلدیں)، صدائے نوی شرح اردو مثنوی معنوی (۱۷ جلدیں)

مشہور سرائیکی کتابیں ﴿ تاریخی کتاب ابن جریر طبری کا سرائیکی ترجمہ، سرائیکی نعتوں کا مجموعہ، شرح دیوان فرید، ترجمہ کریما سعدی، سرائیکی ترجمہ تنویر الملک مع حواشی، سائنس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دے قدماں وچ

سندھی زبان میں کتب ﴿ بدعت چا آھی، کارو کاری جو تباہ کاریاں

کتابوں کی کل تعداد ﴿ علامہ اُویسی صاحب کی چھوٹی بڑی کتابوں کی تعداد تقریباً چار ہزار ہیں۔

اولاد ﴿ علامہ اُویسی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے چار بیٹے مفتی محمد صالح اویسی علیہ الرحمہ، علامہ محمد عطاء الرسول اویسی صاحب، صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی صاحب، علامہ محمد ریاض احمد اویسی صاحب اور ایک بیٹی عطا فرمائی۔

تلامذہ ﴿ علامہ اُویسی صاحب کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں ہے۔ پوری دُنیا میں اُن کے تربیت یافتہ علماء موجود ہیں۔

سیر وسیاحت ﴿ سعودی عرب، شام، عراق اور انگلینڈ (انگلینڈ میں ۳ ماہ قیام کے دوران ترجمہ فیض القرآن مکمل کیا)

وصال: ۱۵ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ بمطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء بروز جمعرات بعد نماز فجر

مزار ﴿ اپنے قائم کردہ دار العلوم جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرجع خلائق ہے۔

❁❁❁❁❁❁

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

امابعد! مجھ سے سوال ہوا کہ ربیع الاول میں میلاد شریف شرعاً جائز ہے یا ناجائز ہے اور اس کے کرنے سے ثواب ملے گا یا نہیں؟

میلاد کا طریقہ﴾ میلاد اسی کو تو کہتے ہیں کہ لوگ جمع ہو کر قرآن پڑھیں اور وہ روایات پڑھیں اور سنیں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے بارے میں وارد ہوئی ہیں، اسی طرح وہ آیات پڑھیں اور سنیں جو آپ کی ولادت مقدسہ کے متعلق ہیں اور پھر کھانا (شیرینی) بانٹتے ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا۔

جواب﴾ میرے نزدیک جائز ہے اور یہ وہ بدعتِ حسنہ ہے کہ جس کرنے سے ثواب ملتا ہے۔ اس میں ایک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی قدر و منزلت کا اظہار ہے، دوسرے آپ کی ولادت مبارکہ فرح و سرور کا اظہار۔

﴿سب سے پہلے میلاد کی مجلس قائم کرنے والا﴾

سب سے پہلے مجلسِ میلاد کو اہتمام کے ساتھ "اربل"[1] کے بادشاہ مظفر ابو سعید کوکبری ابن زین الدین علی بن بکتکین نے منعقد کیا۔

بادشاہ موصوف کا تعارف﴾ بڑا بزرگ بادشاہ اور سخی مرد تھا اور اس کی نیکی کی بڑی یادگاریں قائم ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ انہوں نے جبل قاسیون (شام) میں ایک جامع مسجد مظفری تیار کرائی۔

ابن کثیر نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ یہ بادشاہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کی ایک بڑی

[1] "اربل" مضافاتِ موصل میں سے ایک معروف شہر ہے۔

محفل قائم کرتا تھا۔ بڑا دانا، بہادر اور جری عاقل عالم اور عادل تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے اور بہشت میں اعلیٰ مقام تیار فرمائے[2]

اس کے لئے شیخ ابو الخطاب بن دحیہ نے ایک کتاب میلاد کے موضوع پر بنام "اَلتَّنْوِیْرُ فِیْ مَوْلِدِ الْبَشِیْرِ النَّذِیْرِ" تصنیف فرمائی۔ بادشاہ نے اسے ایک ہزار دینار انعام عنایت فرمایا۔

عرصہ دراز تک اس کی بادشاہت رہی یہاں تک کہ انگریزوں کے محاصرہ کرتے ہوئے "عکا"[3] شہر میں سن ۶۳۰ھ میں انتقال فرمایا[4]

خلاصہ یہ کہ بادشاہ موصوف محمود السیر والسریرۃ تھا۔[5]

﴿بادشاہ موصوف اور جشن میلاد شریف کے اخراجات﴾

سبط ابن الجوزی "مرآۃ الزمان" میں فرماتے ہیں

مجھے یہ واقعہ اس نے سنایا ہے جو بادشاہ موصوف کی میلاد شریف کی بعض محفلوں میں شریک ہوا۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے خود گنا ہے کہ اس میلاد شریف میں پانچ ہزار بکریاں اور دس ہزار مرغیاں، ایک سو گائے ذبح ہوئے۔ علاوہ ازیں ایک لاکھ پراٹھے اور تیس ہزار حلوے کے تھال پکائے گئے۔

[2] البدایۃ والنہایۃ، الملک المظفر ابو سعید کوکبری، الجزء الثالث عشر، الصفحۃ ۱۳۶، مکتبۃ المعارف بیروت

[3] شام کے ساحل پر اردن سے متصل ایک قدیم تاریخی کہ ساحلی شہر ہے اسے "عکۃ" بھی کہا جاتا ہے۔

[4] بعض تواریخ میں ان کا انتقال ۶۳۲ھ لکھا ہے۔

[5] البدایۃ والنہایۃ، الملک المظفر ابو سعید کوکبری، الجزء الثالث عشر، الصفحۃ ۱۳۷، مکتبۃ المعارف بیروت

﴿میلاد شریف میں شریک ہونے والے﴾

علاوہ عوام الناس ۶؎ کے بیشمار علماء کرام وصوفیہ عظام اس کی محفل میلاد میں مدعو ہوتے اور بادشاہ ان علماء وصوفیہ پر زر کثیر خرچ کرتا اور بیشمار انعامات پیش کرتا بلکہ صوفیہ کرام کے لئے علیحدہ سے ظہر تا عصر مجلس سماع قائم کرتا اور اس کے ساتھ وجد میں شریک رہتا۔ صرف میلاد شریف پر ہی تین لاکھ دینار صرف کرتا۔

﴿بادشاہ کی سخاوت، ایثار اور دیگر کارنامے﴾

(۱) ایک سرائے بنوایا جس میں ہر آنے والے کو عام کھانا ملتا، طرفہ یہ کہ ہر قسم کے آدمی کو حسب شان کھانا پہنچتا۔ اس کی اس سرائے کا سالانہ خرچ ایک لاکھ دینار تھا۔

(۲) ہر سال بادشاہ موصوف دو لاکھ دینار خرچ کر کے عیسائیوں سے قیدی آزاد کراتا تھا۔

(۳) حرمین طیبین پر اور حجاز مقدس کے مختلف مقامات پر پانی کی فراہمی پر ہر سال تین ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔

(۴) خفیہ خیرات کا سلسلہ اس کے علاوہ تھا۔

﴿بادشاہ موصوف کی سادگی کا واقعہ﴾

اس کی زوجہ ربیعہ بنت ایوب یعنی بادشاہ ناصر الدین کی ہمشیرہ فرماتی ہیں کہ اس کی قمیص کھدر کی ہوتی جس کی قیمت صرف پانچ درہم ہوتی تھی۔ ایک دن میں نے اسے جھڑکا کہ تم بادشاہ وقت ہو کم از کم لباس تو اچھا ہونا چاہیے جواباً فرمایا

۶؎ وفیات الاعیان لابن خلکان میں ہے کہ "عوام اس کی محفل کے لئے دور دور سے آتے اور اس کی حسن عقیدت کو دیکھ کر ہر سال جمع ہوتے اور محرم الحرام سے لے کر ربیع الاول کے پہلے ہفتہ تک برابر آتے رہتے اور سلطان موصوف ان کے لئے لکڑی کے چار پانچ منزلہ کے عارضی مکان بنواتا اور صفر کے پہلے ہفتہ سے ان مکانات کی زیبائش وآرائش شروع ہو جاتی۔

"أَلْبَسُ ثَوْبًا بِخَمْسَةٍ وَأَتَصَدَّقُ بِالْبَاقِي خَيْرٌ مِنْ أَنْ أَلْبَسَ ثَوْبًا مُثَمَّنًا وَأَدَعَ الْفَقِيْرَ وَالْمِسْكِيْنَ"

یعنی میرا لباس پانچ درہم کی قیمت کا ہونا مناسب ہے تاکہ باقی میں غرباء پر تقسیم کروں۔ یہ مروت کے خلاف ہے کہ میں قیمتی لباس پہن کر عیش کروں اور فقراء ومساکین کو محروم رکھوں۔

﴿مصنف "التنویر" یعنی ابو الخطاب کا تعارف﴾

ابن خلکان حضرت ابو الخطاب ۷؎ بن دحیہ کے تعارف میں فرماتے ہیں

"كَانَ مِنْ أَعْيَانِ الْعُلَمَاءِ وَمَشَاهِيرِ الْفُضَلَاءِ"

وہ بڑے برگزیدہ علماء کرام اور مشہور فضلاء عظام میں سے تھے۔

مغربی ممالک سے تشریف لائے، شام وعراق سے ہوتے ہوئے اربل میں ۶۰۴ھ میں پہنچے۔ اربل میں بڑے عظیم الشان بادشاہ مظفر الدین بن زین الدین سے ملاقات ہوئی۔ وہ میلاد نبوی کا خصوصی اہتمام فرماتے تھے، ان کی خاطر "التنویر فی مولد البشیر النذیر" ۸؎ نامی کتاب تصنیف فرما کر خود بنفس نفیس بادشاہ موصوف کو سنائی جس پر بادشاہ موصوف نے آپ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا اور فرماتے ہیں کہ ہم نے بھی ایک بار

۷؎ آپ حضرت دحیہ کلبی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد سے تھے جن کے متعلق امام زرقانی فرماتے ہیں کہ وہ علم حدیث کے بڑے اور راسخ فی العلم تھے۔ صرف، نحو، لغت، اشعار عرب و دیگر فنون علمیہ میں یکتا تھے، اندلس، دیار مصر، شام، دیار شرقیہ، عراق، خراسان وغیرہ میں علم حدیث حاصل کر کے بہت بڑے محدث نامدار بنے۔ دین کی بڑی خدمت کی، بڑے بڑے ملکوں میں پہنچ کر بڑے بڑے علماء وفضلاء کو علوم دینیہ سے افادہ و افاضہ فرمایا۔ ۶۰۴ھ میں شہر اربل وارد ہوئے جہاں انہوں نے یہی کتاب لکھی اور بادشاہ سے انعام پایا۔ فقط ذرکی غفرلہ

۸؎ وفيات الاعيان لابن خلكان، الحافظ ابن دحية، الجزء الثالث، الصفحة ۴۴۹ [illegible] صادر بیروت، میں کتاب کا نام "التنویر فی مولد السراج المنیر" درج ہے۔

وہی کتاب ۶۲۵ھ میں بادشاہ کو چھ مجلسوں میں سنائی۔[1]

فائدہ: شیخ[2] تاج الدین عمر بن علی اللخمی سکندری جو فاکہانی کے نام سے ہیں، متاخرین مالکیہ میں سے ہیں فرماتے ہیں کہ میلاد شریف بدعت سیئہ ہے، اس موضوع پر انہوں نے ایک کتاب بھی لکھی بنام

"اَلْمَوْرِدُ فِی الْکَلَامِ عَلٰی عَمَلِ الْمَوْلِدِ"

﴿فاکہانی کے اعتراضات کا خلاصہ﴾

میں اس کتاب کے مضمون کی تردید کروں گا چنانچہ چند ایک اقتباسات حاضر ہیں۔

مصنف مرحوم نے فرمایا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ھَدَانَا الخ " ان کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض لوگوں نے میلاد شریف کے بارے میں مجھ سے پوچھا کہ کیا اس کی شریعت میں کوئی اصل بھی ہے یا یہ بدعت ہے؟ میں نے جوابا کہا اس کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، نہ کتاب اللہ میں اس کا ذکر ہے اور نہ ہی حدیث میں اور نہ ہی سابقہ علماء اور سلف صالحین کی تصنیف میں بلکہ یہ ایک بدعت ہے جو باطل پرست لوگوں نے کھانے پینے کے ڈھنگ بنائے کیونکہ جب ہم نے اسے احکام شرعیہ پر تولا تو کسی ایک پر بھی یہ عمل ٹھیک نہ اترا۔ اس

---

[1] وفیات الاعیان لابن خلکان۔الحافظ ابن دحیۃ۔الجزء الثالث۔الصفحۃ ۲۳۹، مکتبہ دار صادر بیروت

[2] شیخ موصوف سے قبل عمل میلاد پر اجماع ہو چکا تھا کیونکہ شیخ موصوف کی ولادت ۶۵۴ھ میں ہوئی اور انعقاد مجلس کا اجماع ۶۰۴ھ میں ہوا کیونکہ جس وقت بادشاہ مظفر نے مجلس قائم کرائیں اس میں وقت کے جید علماء کرام و محدثین و فقہاء اور صوفیہ کرام شمولیت فرماتے تھے۔ اگر ایک عالم پچاس سال بعد اختلاف کرے تو اس کا اختلاف مسئلہ کی نوعیت کو تبدیل نہیں کر سکتا پھر ان کے بعد کے بڑے بڑے جید علماء مثلاً امام قسطلانی، امام ابن حجر، حضرت حلبی، حضرت ملا علی قاری نے تردیدیں لکھیں اور یہاں پر علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی مستقل تردید فرما رہے ہیں۔

لئے احکام شرعیہ یا واجب ہوتے ہیں یا مندوب (مستحب) یا مباح یا مکروہ یا حرام۔ یہ عمل بالاجماع نہ واجب ہے اور نہ مندوب (مستحب)، کیونکہ مندوب (مستحب) وہ فعل ہے جس کا شرعاً مطالبہ تو ہو مگر اس کے تارک کی مذمت نہ کی جاتی اور ظاہر ہے کہ اس عمل میلاد کی نہ تو شرع نے اجازت بخشی ہے اور نہ اسے صحابہ اور تابعین نے کیا ہے اور نہ ہی سلف صالحین سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہی میرا جواب ہوگا قیامت میں جبکہ اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے متعلق پوچھے اور یہ فعل مباح بھی نہیں جسے ہم جواز کا فتویٰ دیں کیونکہ بدعت بالاجماع ناجائز ہے صرف مکروہ اور حرام کا پہلو باقی رہ گیا۔ اسے ہم دو فصلوں میں بیان کرتے ہیں اور دو حال بتا کر ثابت کریں گے کہ میلاد ہر طرح سے ناجائز ہے۔

﴿فاکہانی کے دلائل﴾

(۱) کوئی بھی جب اپنے مال کو خرچ کرتا ہے تو وہ یا اپنے لئے یا دوستوں کے لئے یا اپنے اہل و عیال کے لئے اور بس اور اس میں سوائے کھانے پینے کے اور کچھ نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں کوئی کسی گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں اور یہ عمل میلاد تو بدعت سیئہ ہی تو ہے کہ جسے نہ سلف صالحین فقہاء کرام نے کیا اور نہ علماء امت نے جو اپنے زمانہ کے چوٹی کے عبادت گزار اور خدا ترس حضرات تھے اور پھر بدعت میں کھانا پینا اور حرام کا ارتکاب ہوا۔ بنابریں ان کا یہ طعام پکانا جرم نہ ہوا تو اور کیا ہے۔

(۲) خصوصاً جس طعام میں جرم کو دخل ہو اور اسے بے ترسی سے کھایا جائے یہاں تک کہ دینے والے کے لوگ پیچھے پڑ جاتے ہیں اور پھر وہ مجبور ہو کر دیتا ہے اگر اس کے دل سے پوچھو تو وہ اس سے خون کی ندیاں بہادے لیکن اسے حیاء مانع ہے۔ علماء سے پوچھو وہ فرماتے ہیں کسی سے حیاء کی رکاوٹ کے وقت کچھ لینا تلوار مار کر لینے سے زیادہ سخت ہے

پھر ظلم بر ظلم یہ کہ میلاد اور پھر سرود جو آلات باطلہ جیسے دف، نقارے بجانے کے علاوہ بے ریش لڑکوں اور فاحشہ عورتوں کا اجتماع اور اس میں ناچنا اور یوم حساب سے بالکل خالی الذہن ہو کر لہو ولعب میں غرق ہو جانا، اسی طرح عورتوں کا ٹولیاں بنا کر گانا اور شریعت کی چادر سے دور ہٹ کر ایسے غلط امور میں منہمک ہونا کیا اللہ تعالیٰ کے حکم سے بے خبر ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اِنَّ رَبَّکَ لَبِالْمِرْصَادِ۝[1]

بیشک تمہارے رب کی نظر سے کچھ غائب نہیں۔

ان امور کی حرمت میں کیا کسی کو شک ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس کی مشروعیت کا حکم کوئی صاحب عقل وفہم دے سکتا ہے ہاں جن کے قلوب مردہ ہیں اور وہ لوگ جو جرم اور گناہ کو کوئی شے نہیں سمجھتے وہ اسے ضرور ذوق کی چیز سمجھتے ہیں بلکہ رونا تو اس بات کا ہے کہ وہ ایسے امور کو عبادت سمجھتے ہیں چہ جائیکہ وہ انہیں بُرا یا حرام قرار دیں۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

سچ ہے "اسلام غربت کی حالت سے شروع ہوا اور عنقریب غربت ہی پر لوٹ جائے گا"

کیا خوب فرمایا امام قشیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے

قَدْ عُرِّفَ الْمُنْكِرُ وَاسْتُنْكِرَ الْمَعْرُوْفُ فِی اَیَّامِنَا الصَّعْبَةِ

وَصَارَ اَهْلُ الْعِلْمِ فِیْ وَهْدَةٍ وَصَارَ اَهْلُ الْجَهْلِ فِیْ رُتْبَةٍ

حَادُوْا عَنِ الْحَقِّ فَمَا لِلَّذِیْ سَارُوْا بِهٖ فِیْهَا مَضٰی نِسْبَةٌ

فَقُلْتُ لِلْاَبْرَارِ اَهْلِ التُّقٰی وَالدِّیْنِ لِمَّا اشْتَدَّتِ الْكُرْبَةُ

---

[1] الفجر ۸۹/۱۴

لَا تُنْكِرُوْا اَحْوَالَكُمْ قَدْ اَتَتْ نَوْبَتُكُمْ فِیْ زَمَنِ الْغُرْبَةِ

ترجمہ: ہمارے مشکل بھرے دور میں بُرائیاں برسر میدان اور نیکیوں کو کوئی پوچھتا تک نہیں۔

(۲) اہل علم ذلت میں اور جاہل لوگ اعلیٰ مراتب پر فائز ہیں۔

(۳) یہ لوگ راہ حق سے الگ ہو گئے ہیں اور ان سے پہلوں کا کیا حال ہوگا جو ان کے راستے پر چلے۔

(۴) میں نے نیک لوگوں اور دین والوں کو کہا جبکہ سختیاں حد سے بڑھیں

(۵) اپنے احوال کو بُرا نہ مناؤ کہ تمہاری باری دین کے غربت کے دور میں آئی۔

اور امام ابو عمرو بن العلاء نے بھی بہت خوب فرمایا کہ

لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا تُعُجِّبَ مِنَ الْعَجَبِ

لوگ بھلائی ہی میں رہیں گے جب تک کہ وہ عجب میں مبتلا نہ ہوئے۔

علاوہ ازیں جس طرح ربیع الاول حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کا مہینہ ہے اسی طرح آپ کی وفات کا بھی، پھر غم کے بجائے خوشی کو ترجیح کیوں؟

ہمارے ذمہ جو کچھ تھا ہم نے کہہ دیا اللہ تعالیٰ سے حسن قبول کی امید ہے۔

﴿جوابات از امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

جو کچھ فاکہانی نے اپنے رسالہ میں کہا اب ہم اس کے اعتراضات کا جواب دیتے ہیں۔

"قَوْلُهٗ: لَا اَعْلَمُ لِهٰذَا الْمَوْلِدِ اَصْلًا فِیْ کِتَابٍ وَلَا سُنَّةٍ" یعنی میلاد کا ثبوت مجھے نہ تو کتاب اللہ میں ملا ہے اور نہ ہی سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں۔

اقول: کسی شے کا علم نہ ہونا شے کے وجود کی نفی نہیں کرتا حالانکہ اس کی اصل حدیث میں ملتی ہے جسے امام الحافظ ابو الفضل احمد بن حجر نے بیان فرمایا ہے اور میں نے بھی حدیث سے استنباط کیا ہے جن کا تفصیلی بیان عنقریب آئے گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

"قَوْلُهٗ: بَلْ هُوَ بِدْعَةٌ اَحْدَثَهَا الْبَطَّالُوْنَ اِلٰى قَوْلِهٖ وَلَا الْعُلَمَاءُ الْمُتَدَيِّنُوْنَ"

یعنی بلکہ میلاد تو بدعت ہے جسے باطل پرست لوگوں نے ایجاد کیا یہاں تک کہ اس نے کہا کہ علمائے دین میں کسی کا عمل ثابت نہیں۔

اقول: پہلے بیان ہو چکا ہے کہ میلاد شریف اہتمام سے کرنا ایک عادل عالم بادشاہ کی ایجاد ہے جس سے اس کا مقصود صرف رضائے الٰہی تھا اور پھر اس کی محفل میں علماء کرام و صلحاء عظام تشریف لاتے اور پھر ابن دحیہ جیسے عالم بھی اس میں شریک ہوئے بلکہ اس پر ایک مستقل تصنیف بھی فرمائی۔ کیا وہ حضرات علمائے دین نہیں تھے جنہوں نے اس عمل کو بنظر استحسان دیکھا اور پھر اس میں شریک ہوئے اور کسی قسم کا اعتراض بھی نہ کیا۔

"قَوْلُهٗ: وَلَا مَنْدُوْبًا لِاَنَّ حَقِيْقَةَ الْمَنْدُوْبِ مَا طَلَبَهُ الشَّرْعُ" یعنی نہ ہی میلاد مندوب (مستحب) ہے کیونکہ مندوب (مستحب) وہ ہے جس کا شرعاً مطالبہ ہو۔

اقول: مندوب (مستحب) کے لئے بھی شرعی مطالبہ نص کی رو سے ہوتا ہے اور کبھی قیاس کی رو سے، یہاں اگرچہ نص کی رو سے نہ بھی سہی، قیاس کی رو سے تو ہے جس کی اصل وہ احادیث ہیں جن کا عنقریب ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

"قَوْلُهٗ: وَلَا جَائِزٌ اَنْ يَكُوْنَ مُبَاحًا الخ"

یعنی میلاد مباح بھی نہیں اس لئے کہ بدعت کی اباحت کے لئے اجماع نے اجازت نہیں دی۔

اقول: اس کی دلیل بھی غیر مسلم ہے کیونکہ بدعت صرف حرام و مکروہ میں منحصر نہیں بلکہ بدعت کبھی مباح اور مندوب (مستحب) اور واجب بھی ہوتی ہے۔ امام نووی تہذیب الاسماء واللغات میں فرماتے ہیں۔

اَلْبِدْعَةُ فِى الشَّرْعِ هِىَ اِحْدَاثُ مَا لَمْ يَكُنْ فِىْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَهِىَ مُنْقَسِمَةٌ اِلٰى حَسَنَةٍ وَقَبِيْحَةٍ

یعنی بدعت شریعت میں اس فعل کو کہتے ہیں جو حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں نہ ہو اور وہ بدعت دو قسم کی ہے، حسنہ و قبیحہ (سیئہ)

شیخ عز الدین بن عبد السلام "القواعد" میں فرماتے ہیں۔

اَلْبِدْعَةُ مُنْقَسِمَةٌ اِلٰى وَاجِبَةٍ وَمُحَرَّمَةٍ وَمَنْدُوْبَةٍ وَمَكْرُوْهَةٍ وَمُبَاحَةٍ

یعنی بدعت کی (پانچ) قسمیں ہیں۔ (۱) واجب (۲) حرام (۳) مندوب (مستحب) (۴) مکروہ (۵) مباح۔

پھر فرماتے ہیں ان اقسام کا طریقہ یہ ہے کہ بدعت کو ہم قواعد شرع کے سامنے لائیں گے اگر وہ ایجاب کے قواعد میں داخل ہو تو وہ بدعت واجب ہوگی، اگر وہ تحریم کے قواعد میں داخل ہو تو وہ بدعت حرام ہوگی، اگر وہ ندب کے قواعد میں ہو تو وہ مندوب ہوگی، اگر وہ مکروہ میں ہو تو مکروہ، اگر مباح میں ہو تو مباح۔ پھر انہوں نے ان ہر ایک کی مثالیں بیان فرمائیں یہاں تک کہ فرمایا بدعت مندوبہ کی چند مثالیں یہ ہیں

(۱) مہمان خانے و مدارس کا قائم کرنا

(۲) ہر وہ نیکی طریقہ قرون اولیٰ میں نہیں تھا۔

(۳) تراویح

(۴) تصوف اور جدل کے دقائق میں گفتگو کرنا۔

(۵) مسائل کے لئے دلائل کی محفلیں بنانا، بشرطیکہ ان میں مقصود صرف رضائے الٰہی ہو۔[۱۲]

امام بیہقی نے مناقب شافعی میں حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے اپنی اسناد نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بدعت کی دو قسم ہے

(۱) وہ بدعت جو قرآن وحدیث اور صحابہ کرام وتابعین وغیرہم کے اقوال اور اجماع کے مخالف ہو وہ بدعت ضلالہ (سیئہ) ہے۔

(۲) وہ نوایجاد فعل جس کی بنیاد خیر پر ہو تو اس کے جواز میں کسی کو بھی اختلاف نہیں، ایسی بدعت مذموم نہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رمضان شریف کی تراویح کا اہتمام کر کے فرمایا

نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ یہ کتنی اچھی بدعت ہے۔

یہ فعل نوایجاد پہلے نہ تھا۔ جب ایسی بدعت کا یہ حال ہے تو اسے رد کرنا کیسا جیسے گزرا۔ یہ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی آخری بات ہے۔[۱۳]

اس سے معلوم ہوا کہ شیخ تاج الدین فاکہانی کا قول "وَلَا جَائِزٌ أَنْ يَكُونَ مُبَاحًا

[۱۲] تھذیب الاسماء واللغات، الجزء الاول من القسم الثانی، الصفحۃ ۲۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت

[۱۳] مناقب الشافعی للبیھقی، باب ماجاء عن الشافعی رحمہ اللہ فی مجانبۃ اھل الاھواء الخ، الجزء الاول، الصفحۃ ۴۶۹، مکتبۃ دار التراث القاھرۃ

تھذیب الاسماء واللغات، الجزء الاول من القسم الثانی، الصفحۃ ۲۲ و ۲۳، دار الکتب العلمیۃ بیروت

الخ" اور اس کا قول کہ اسے ہم بدعت مکروہ سے تعبیر کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ سب مردود ٹھہرے، کیونکہ یہ عمل بدعتِ سیئہ میں سے نہیں اور نہ ہی کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور آثار صحابہ وتابعین وغیرہم اور اجماع کے خلاف ہے کہ اسے مذموم قرار دیا جائے جیسے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے اور یہ ان احسانات میں سے ہے جو قرونِ اولیٰ میں تھے کیونکہ کسی دوسرے کو طعام کھلانا جس میں کسی قسم کا گناہ بھی نہیں فلہٰذا یہ بدعت مندوبہ (مستحبہ) میں سے شمار ہوگا جیسے ابن عبدالسلام کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے۔

"قَوْلُهٗ وَالثَّانِيْ الخ" ان کی یہ بات صحیح ہے لیکن یہ حرمت ان اشیاء سے ہے، خارج سے لاحق ہوئیں نہ کہ فی نفسہٖ میلاد شریف کے لئے جمع ہونا ہے مثلاً اگر یہی امور نماز جمعہ کے اجتماع میں پائے جائیں تو ان امور کی قباحت سے یہ نہیں لازم آئے گا کہ جمعہ کا اجتماع بھی قبیح ہو بلکہ رمضان شریف کی راتوں میں تراویح کے اجتماع میں مذکورہ امور میں سے بعض واقع ہو جاتے ہیں تو کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ نماز تراویح بھی سرے سے حرام ہے کیونکہ اس میں ایسے امور نامشروع واقع ہوئے ہیں بلکہ یوں کہیں گے کہ نماز تراویح کے لئے اجتماع تو سنت اور قرب الٰہی کا اعلیٰ ذریعہ ہے البتہ یہ امور خارجیہ قبیح وشنیع ہیں۔

بعینہٖ یہی بات میلاد شریف کے بارے میں کہی جائے گی کہ میلاد شریف کے شعائر کے اظہار کا اجتماع تو مندوب (مستحب) اور قرب الٰہی کا اعلیٰ سبب ہے لیکن جو امور خارجیہ نامشروع سرزد ہوتے ہیں وہ حرام وممنوع ہیں۔

"قَوْلُهٗ: مَعَ أَنَّ الشَّهْرَ الَّذِيْ وُلِدَ فِيْهِ الخ" یعنی جس طرح یہ ولادت کا مہینہ ہے اسی طرح وفات کا بھی ہے۔

اقول: ہر ایک کو معلوم ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہمارے لئے سب سے بڑی نعمت ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا وصال مبارک ہمارے لئے بہت بڑا صدمہ ہے اور شریعت مطہرہ نے ہمیں نعمت پر اظہار شکر اور مصیبت پر صبر وسکون کا حکم فرمایا ہے مثلاً بچہ پیدا ہونے پر عقیقہ کا حکم ہے تاکہ شکر اور بچے کی ولادت کی خوشی کا اظہار ہو لیکن اس کی موت پر کسی شے کے ذبح کا حکم نہیں بلکہ ہمیں آہ وزاری اور جزع وفزع کے اظہار سے روکا گیا ہے۔

شریعت کے ان قوانین سے ثابت ہوگیا کہ اسی مہینہ میں حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ جس میں سرور وفرح کا اظہار کیا جائے نہ کہ آپ کے وصال کے لئے حزن وغم۔

ابن رجب نے "کِتَابِ اللَّطَائِف" میں روافض کی مذمت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ عاشوراء (محرم) کے دن کو سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی وجہ سے ماتم مناتے ہیں، یہ بہت بُرا کرتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جب کسی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصیبت یا وصال کے دن کو ماتم کرنے کا حکم نہیں فرمایا پھر جو لوگ ان سے درجات میں کم ہیں ان کے لئے ماتم کرنا کیسا۔[12]

﴿مذکورہ دلائل کی تائید ابن الحاج صاحب مدخل کی عبارت کی روشنی میں﴾

امام ابو عبداللہ بن الحاج نے اپنی کتاب مدخل میں میلاد شریف پر کلام کرتے ہوئے تحقیق فرمائی جس کا خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شریف اور اس پر اظہار شکر ودیگر اچھے امور تو جائز بلکہ

[12] کتاب اللطائف المعارف لابن رجب الحنبلی، المجلس الثانی فی یوم عاشوراء، الصفحۃ ۱۱۳، دار ابن [illegible] بیروت

مستحسن ہیں لیکن اس کے ساتھ جو نا مشروع امور گھڑ کر گئے ہیں وہ نہایت مذموم وقبیح ہیں ہم اس کے کلام کو دو فصلوں پر منقسم کر کے ان کی عبارات کی توضیح کر دیتے ہیں۔

فَصْلٌ فِی الْمَوْلِدِ

منجملہ ان کے بدعات کے جو لوگوں نے میلاد شریف میں ایجاد کئے اور ستم یہ کہ ان بدعات کو یہ لوگ بہت بڑی عبادت گردانتے ہیں مثلاً سرود وغیرہ جس میں سارنگی ونقارہ وغیرہ بجائے جاتے ہیں اور ان میں ان فضیلت بھرے ایام میں ایسی بدعات و بُرے کاموں مصروف رہتے ہی سرود وغیرہ دوسرے عام ایام میں بھی ویسے ہیں چہ جائیکہ ان مبارک ایام میں بجائے جائیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے فضیلت بخشی ہے۔ بھلا بتاؤ تو سہی کہ سرود اور ان ایام کو جن میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل برکت رکھی ہے، کیا مناسبت ہے؟

چاہیے تو یہ تھا کہ ایام میں کہ جن میں ہمیں اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جیسی نعمت عطا فرمائی، عبادات سے شکر ادا کرتے لیکن برعکس اس کے بدعات کا ارتکاب کیا۔

سوال﴾ ان ایام میں عبادات اور خیر وشکر کی ترغیب سے آپ بھی بدعت شنیعہ کے ارتکاب سے خالی نہیں رہے اس لئے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بھی تو ان ایام میں کسی عبادت اور شکر وخیر کا حکم نہیں فرمایا۔

الجواب﴾ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے امت کے حال پر رحم کرتے ہوئے ان ایام میں کسی عبادت یا خیر وشکر کا حکم نہیں فرمایا تاکہ ان پر کوئی چیز فرض نہ ہو جائے اور آپ کی یہ عام عادت تھی کہ جہاں ملاحظہ فرماتے کہ ہمارے اس عمل سے امت پر فرضیت کا حکم صادر

ہو جائے گا تو وہ عمل فوراً ترک فرما دیتے۔ یہاں بھی ایسے ہی ہے ہاں البتہ اس ماہ کی فضیلت اور اس کے خیر و شکر کا اشارۃً ارشاد فرمایا ہے جبکہ آپ سے سائل نے پیر کے دن روزہ رکھنے کا سبب پوچھا تو فرمایا

ذَاکَ یَوْمٌ وُلِدْتُ فِیْهِ [15]

یہ وہ مبارک دن ہے جس میں ہماری ولادت مقدسہ ہوئی۔

پیر کے یوم کی فضیلت ربیع الاول کی فضیلت کو متضمن ہے فلہٰذا ہمیں لائق ہے کہ ہم اس ماہ کا پورے شان و شوکت سے احترام کریں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مہینوں پر اسے فضیلت بخشی ہے، ہم بھی اس کی فضیلت کا اعتراف کریں، اس کی دلیل آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد گرامی

اَنَا سَیِّدُ وَلَدِ آدَمَ وَلَا فَخْرَ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهٗ تَحْتَ لِوَائِیْ [16]

میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور یہ کوئی فخر یہ بات نہیں اور آدم علیہ السلام اور دیگر سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

قاعدہ﴾ جن ایام و امکنہ میں عبادت کی جاتی ہے اور ان کی وہ فضیلت اپنی ذاتی نہیں بلکہ کسی دوسرے معانی سے ہے جو ان میں مضمر ہیں۔ اب بات واضح ہے کہ پیر کے دن اور ماہ ربیع الاول کو کتنی بڑی فضیلت حاصل ہے کہ ان کو کائنات کے افضل ترین نبی صلی اللہ

---

[15] صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب صیام ثلاثة ایام من کل شهر الخ، رقم الحدیث ۲۶۳۰، الصفحة ۵۳۳، دار الفکر بیروت

مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار، حدیث ابی قتادة الانصاری رضی اللہ تعالیٰ عنه، رقم الحدیث ۲۲۱۷۷، الجزء التاسع، الصفحة ۲۷۹، دار الکتب العلمیة بیروت

[16] مسند احمد بن حنبل، مسند بنی هاشم، مسند عبداللہ بن العباس بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنه، رقم الحدیث ۲۵۴۳، الجزء الثانی، الصفحة ۳۲۸، دار الکتب العلمیة بیروت

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت سے نوازا ہے۔

اس دن روزہ رکھنا کتنی بڑی فضیلت ہے اس لئے کہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کا دن ہے فلہٰذا ہمیں بھی لازم ہے کہ جب یہ ماہ مبارک آئے تو ہم اس کے عزت و احترام اور تعظیم و اکرام میں کسی قسم کی کمی نہ کریں اور یہ بھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع ہے جبکہ آپ کی عادت مبارکہ تھی اوقات فاضلہ (اوقات مبارکہ) میں نیکی میں اضافہ فرماتے و رخیرات بھی بکثرت کرتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَیْرِ وَکَانَ اَجْوَدُ مَایَکُوْنُ فِیْ رَمَضَانَ [17]

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے لیکن آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی سخاوت رمضان میں اور زیادہ ہو جاتی تھی۔

فلہٰذا ہمیں بھی حسب وسعت باتباع سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اوقات فاضلہ (اوقات مبارکہ) کی تعظیم و تکریم لازم ہے۔

﴿فصل﴾

اگر معترض اعتراض کرے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تو اوقات فاضلہ (اوقات مبارکہ) میں عبادت وغیرہ کا التزام فرمایا ہے جیسا کہ معلوم ہو چکا لیکن یہ کہیں نہیں دکھا سکو گے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ماہ ربیع الاول میں کسی قسم کا

---

[17] صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، رقم الحدیث ۶، الصفحة ۹، دار ابن کثیر دمشق بیروت

التزام واہتمام فرمایا ہو۔

جواب پچھلے قبل ازیں معلوم ہو چکا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی امت کی تخفیف کا خیال زیادہ ملحوظ خاطر ہوتا تھا خصوصاً وہ امر جو آپ کی خصوصیات سے متعلق ہوں مثلاً آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرح حرم قرار دیا لیکن باوجود اس کے اس پر حرم مکہ والے احکام مرتب نہیں ہوتے کہ نہ تو مدینہ طیبہ کا شکار حرام ہے اور نہ ہی اس کے درخت کاٹنے پر کوئی سزا مقرر، یہ صرف اپنی امت پر رحمت وشفقت کی بناء پر تھا، اسی جہت کو ضرور مدنظر رکھتے خواہ وہ کام پر فضیلت کیوں نہ ہو۔

اس مہینہ کی فضیلت کی بناء پر تکریم وتعظیم یوں ہونی چاہیے کہ اس میں عبادات وصدقات معمول سے زائد ہوں، اگر اس سے بھی عاجز ہو تو کم از کم یوں تو ضرور کرے کہ بُرائیوں سے بچے اور اس کی تعظیم میں کسی قسم کی کسر نہ چھوڑے۔ اگر چہ یہ باتیں دوسرے مہینوں میں بھی مطلوب ہیں لیکن اس ماہ کی تعظیم میں خصوصیت سے اہتمام ہو جیسے رمضان شریف ودیگر تعظیم کے لئے تاکید شرع مطہرہ نے فرمائی ہے۔

﴿تنبیہات﴾

(۱) دین میں بدعت پھیلانے سے بچے۔

(۲) بدعت کے مقامات سے احتراز کرے۔

(۳) جو کام کرنے کے لائق نہیں ان کو چھوڑ دے (وہ خرابیاں کہ جن کی وجہ سے میلاد شریف ناجائز ہے)

بعض ناعاقبت اندیش اس کے برعکس کرتے ہیں کہ یہ بڑی شان والا مہینہ ربیع الاول

شروع ہوتا ہے تو یہ لوگ لہو ولعب، دف، نقارہ وغیرہ بجانے میں مصروف ہو جاتے ہیں صرف سرود بجانے کے گناہ میں مبتلا رہتے تو بھی اتنا دکھ نہ ہوتا ظلم تو دیکھو کہ وہ اس عمل کو ادب نبوی سے تعبیر کرتے ہیں یہاں تک کہ سرود شروع کرتے وقت قرآن پاک کی تلاوت کراتے ہیں اور پھر سرود ان سے سنتے ہیں جو سب سے زیادہ خوش آواز ہو۔ یہی وہ وجوہ ہیں جو میلاد شریف کے فساد کا موجب بن جاتے ہیں، بلکہ بعض تو ایسے بیباک ہیں جو ان خرابیوں کو اور سنگین بُرائیوں کو ساتھ ملا دیتے ہیں وہ اس طرح کہ گانے بجانے والے خوش رُو اور خوش آواز ہوں اور خوب ہیئت اور آراستہ لباس میں ملبوس ہو کر آئیں اور غزل گائیں اور آراستہ وپیراستہ ہو کر زینتِ مجلس ہوں۔

انہی وجوہ سے مجلس میں بیٹھنے والے بعض مرد وعورت فتنہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اسی فتنہ سے فریقین میں بڑا فتنہ کھڑا ہو جاتا ہے اور اَن گنت نقصانات ہو جاتے ہیں۔ جس سے زن وشوہر کے جھگڑے کے بعد طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے باوجودیکہ اس سے پہلے آپس میں شیر وشکر ہوتے تھے۔ میلاد کے عدم جواز کا فتویٰ بھی اسی بنا پر ہے کہ اس میں گانا بجانا ہوتا ہے۔

﴿میلاد شریف ہیئت کذائیہ﴾

اگر مجلسِ میلاد سرود وغیرہ سے خالی ہو اور طعام پکا کر کھلایا جائے اور پھر اس میں نیت صرف میلاد کی ہی ہو اور لوگوں کو دعوتیں دیں اور مذکورہ خرابیوں سے محفوظ ہو تو یہ عمل بھی بدعت میں شامل ہوگا صرف اس کی نیت کی وجہ سے کیونکہ دین میں زیادتی کا ارتکاب ہے اور نہ ہی سلف صالحین کا عمل ہے اور نہ ہی ان سے منقول ہے کہ ایسی مجلس قائم کرکے اس کا نام میلاد رکھیں، ہمیں تو ان کی تابعداری کرنی ہے اور صرف اتنا ہی عمل کر سکتے ہیں جتنا ان کو

عمل کرنے کی اجازت تھی۔

خلاصہ یہ کہ ابن الحاج نے میلاد کو برا نہیں سمجھا بلکہ جو امور نا مشروع اس میں ہوتے ہیں ان کو غیر مستحسن قرار دیا ہے۔ گذشتہ کلام کے اول میں تصریح فرمائی ہے کہ اس ماہ مبارک ربیع الاول میں بانسبت دوسرے مہینوں کے عبادات صدقات خیرات وغیرہ زائد ہونے چاہئیں۔

ہمارا بھی میلاد شریف میں صرف تلاوت قرآن اور طعام پکا کر غربا و مساکین کو کھلانا و دیگر امور خیر و برکت اور قربت الٰہی پر مشتمل ہے۔

سوال ﴿ ابن الحاج نے اسے چلتے چلتے بدعت بھی تو کہہ دیا ہے۔

جواب ﴿ یہ قول یا تو ابتدائی کلام کے مناقض (منافی) سمجھا جائے اور ایک تبحر علامہ کے کلام میں تناقض (اختلاف) کا اعتبار غیر مناسب ہے ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ علامہ کا بدعت سے مقصود بدعتِ حسنہ ہے جسے ہم نے بھی اسے بدعتِ حسنہ میں کتاب ہذا کے اول میں لکھا ہے یا یوں جواب دیا جائے کہ میلاد تو فی نفسہٖ خیر و برکت ہے لیکن بدعت ہے تو صرف نیت کی وجہ سے ہے جسے اس نے خود اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ۔

فَهُوَ بِدْعَةٌ بِنَفْسِ نِيَّتِهِ

یعنی میلاد بدعت ہے تو صرف نیت کی وجہ سے۔

اور فرمایا

"وَلَمْ يُنْقَلْ عَنْ أَحَدٍ مِنْهُمْ أَنَّهُ نَوَى الْمَوْلِدَ"

یعنی کسی ایک سے منقول نہیں کہ اس نے خیرات و صدقات کے وقت صرف میلاد کی نیت ہو۔

اس میں سے ظاہر ہوتا ہے کہ میلاد میں صرف نیت میلاد مکروہ ہے ورنہ نہ طعام پکانا مکروہ ہے اور نہ ہی مسلمانوں کو میلاد کی طرف بلانا مکروہ ہے۔

جب یہ بات طے ہو گئی تو علامہ ابن الحاج کا ابتدائی کلام اس تقریر کے مخالف نہیں بلکہ غور سے دیکھا جائے تو علامہ ابن الحاج نے ابتدائی کلام میں اس مہینہ ربیع الاول میں نیکی اور صدقات و خیرات کے لئے ترغیب دلائی ہے اور پھر اس میں اظہار شکر کے وجوہ بھی بتائے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس ماہ مقدس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی۔

نیت کا معنی یہی ہو سکتا ہے ورنہ اولاً میلاد شریف کی تعریف کرنا اور پھر اس کی مذمت کرنے کا کیا معنی ؟؟؟

سوال ﴿ نیکی اور دیگر صدقات و خیرات کر کے کوئی نیت نہ کرنا جس میں کسی قسم کا تصور نہ ہو، جب اس کا تصور اور نیت بھی نہ ہو تو وہ عبادت کیسی اور پھر ثواب کیسے، کیونکہ نیت کے بغیر کوئی کام ہی نہیں ہوتا۔

جواب ﴿ میلاد شریف میں صرف یہ نیت ہو کہ حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ پر شکر الٰہی کی ادائیگی ہو۔ نیت کا یہی معنی ہے اور یہ نیت مستحسن ہے، جس میں کسی کو شک کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ (فتأمل)

پھر ابن الحاج نے فرمایا بعض صاحبان میلاد شریف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی غرض سے نہیں کرتے بلکہ اس ارادہ پر کرتے ہیں کہ کچھ پیسے ان کے بعض لوگوں کے پاس ہوتے ہیں جو میلاد شریف کی مجلس قائم کر کے ان لوگوں سے اپنی رقم جمع کر لیتے ہیں یہ بھی غلط ہے اور منافقت کا ایک پہلو کہ ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور، کیونکہ ظاہر تو بتاتا ہے کہ

میں نے میلاد شریف صرف رضائے الٰہی اور آخرت کو سنوارنے کے لئے کیا ہے حالانکہ اندرونی طور پر پیسہ جمع کرنے کی سازش ہے، بعض لوگ صرف پیسہ کمانے کی غرض سے میلاد کرتے ہیں اور بس یا محض اس غرض سے میلاد کرتے ہیں کہ لوگ ہماری تعریف کریں اور کاروبار چلے۔ ایسے لوگ شرعی مجرم ہیں اور انہی وجوہ سے میلاد شریف کے عدم جواز کے اسباب بنتے ہیں۔

اقول: ابن الحاج کا بیان مذکور بھی اسی طرف اشارہ کرتا ہے کہ نفس میلاد شریف تو کار ثواب ہے لیکن امور مذکورہ قبیح و غیر مستحسن فعل ہیں۔

﴿استفتاء﴾

شیخ الاسلام حافظ العصر حضرت ابو الفضل احمد بن حجر سے پوچھا گیا کہ کیا میلاد شریف کرنا درست ہے یا نہیں؟؟؟

جواب﴾ فرمایا میلاد شریف کرنا بدعت ہے قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی ایک سے منقول نہیں کہ انہوں نے میلاد شریف کیا ہو ہاں! اس میں بعض امور ایسے پائے جاتے ہیں جو شرعاً مستحسن ہیں اور بعض امور نامشروع۔ امور مستحسنہ کے عمل کرنے اور نامشروع سے بچنے کی وجہ سے میلاد شریف کرنا بدعت حسنہ ہے ورنہ بدعت سیئہ۔

ویسے میلاد شریف کرنے کا ثبوت مجھے ایسے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف سے ہو جو صحیحین میں ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو یہودیوں کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم لوگ اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو تو انہوں نے عرض کی کہ یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات بخشی، ہم ادائیگی شکر کی نیت سے اس دن روزہ

رکھتے ہیں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے بندوں پر کوئی نعمت عطا کی ہو اس کی ادائیگی شکر بوجہ عطائے نعمت یا مصیبت کے دفع ہو جانے سے ادائیگی شکر کا عمل کیا جائے تو اور ہے اور اس معین دن کی یاد تازہ کرتے ہوئے سال بسال شکر کی ادائیگی کرنی چاہیے اور شکر کی ادائیگی کے کئی طریقے ہیں، عبادات کی صورت میں مثلاً سجدہ، روزہ، صدقہ، تلاوت قرآن وغیرہ وغیرہ۔

اور پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کتنی بڑی نعمت ہے اگر اس نعمت ملنے پر اس ماہ میں اظہار شکر کیا جائے تو کوئی خرابی لازم نہیں آتی۔

اس سے ثابت ہوا کہ اظہار نعمت ماہ معین اور یوم معین یعنی بارہ ربیع الاول کو ہی اظہار شکر ہوتا کہ یوم عاشورا کی یاد جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لئے منائی گئی، کے مطابق ہو۔

بنابریں اس مطابق کو ملاحظہ کئے بغیر مہینہ ربیع الاول کے کسی دن میلاد شریف کر لیتے ہیں بلکہ بعض لوگوں نے تو اس میں بھی توسیع کی ہے اور اس کا دائرہ کار سال تک بڑھا دیا ہے۔ ان کے نزدیک سال کے کسی بھی دن میلاد شریف کیا جا سکتا ہے مقصد اس کا بھی وہی ہوتا ہے (یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت طیبہ کی خوشی منانا) یہ گفتگو تو اصل میلاد سے متعلق تھی۔

﴿خلاف اولیٰ چیزوں کا ترک بہتر ہے﴾

جہاں تک ان اعمال کا تعلق ہے جو میلاد شریف میں کئے جاتے ہیں تو چاہیے کہ اس میں صرف ان امور پر اکتفا کیا جائے جن سے اللہ تعالیٰ کے شکر کا اظہار ہو مثلاً تلاوت قرآن مجید، طعام کھلانا، صدقہ و خیرات، نعت سرور کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور ایسے

اشعار پڑھنا جن سے دل زندہ اور عبادت کی طرف مائل ہو اور امورِ خیر کی سرانجام اور آخرت کے لئے عمل کرنے کا شوق ہو۔

وہ باتیں جو از قبیل سماع اور لہو اور سرود وغیرہ کی جاتی ہیں اُن میں سے وہی اختیار کیا جائے جو کہ دائرہ اباحت میں داخل ہو جس سے اس دن خوشی کا اظہار ہوتا ہو، ایسی چیزیں کرنے میں کوئی قباحت نہیں اور جو چیزیں از قبیل حرام و مکروہ ہوں اُن سے احتراز کیا جائے، ایسے ہی جو چیزیں خلافِ اولیٰ ہوں اور غیر مناسب ہوں ان کو بھی ترک کر دیا جائے۔

﴿میلاد شریف کی ایک اور اصل﴾

میں کہتا ہوں کہ میلاد شریف کی ایک اور اصل حدیث شریف میں ہے وہ یہ کہ امام بیہقی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا جبکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دادا حضرت عبدالمطلب نے ولادت کے ساتویں روز آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ ایک بار ہی کیا جاتا ہے، دوسری بار نہیں کیا جاتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ادائیگی شکر کے طور پر کیا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں رحمۃ للعالمین بنا کر پیدا فرمایا اور اس سے امت کے لئے شرعی مثال قائم فرمانا بھی مقصود تھا جیسا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم خود بھی اپنے اوپر درود شریف پڑھا کرتے تھے تاکہ امت کے لئے شرعی اُصول بنا دیں۔

لہٰذا ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر اظہارِ شکر کریں جس میں دعوتِ طعام ہو اور اس طرح دیگر امورِ خیر سرانجام دیے جائیں اور خوشیاں منائی جائیں۔

﴿ابن الجزری کی ایمان افروز دلیل﴾

امام القراء حافظ شمس الدین الجزری کی کتاب "عَرْفُ التَّعْرِيْفِ بِالْمَوْلِدِ الشَّرِيْفِ" میری نظر سے گزری ہے کہ ابولہب کو موت کے بعد خواب میں کسی نے دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تیرا کیا حال ہے؟ کہنے لگا عذاب ہو رہا ہے مگر ہر دوشنبہ (یعنی پیر کی رات کو) میرے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور میں اپنی انگلی سے پانی چوس لیتا ہوں، یہ کہہ کر اُس نے اُس انگلی کی طرف کیا کیونکہ میں نے اس کے اشارے سے اپنی لونڈی ثویبہ کو جب اُس نے مجھے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری دی تھی، آزاد کر دیا تھا اور اُس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلایا تھا۔

غور کیجئے کہ اگر ابولہب کو، جو کہ کافر ہے اور جس کی قرآن مجید میں صریح مذمت نازل ہوئی ہے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کی خوشی کرنے کی جزا دی گئی تو اُس مخلص اور موحد مسلمان کا کیا حال ہوگا جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی امت سے ہے اور آپ کی ولادت کی خوشی کرتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سے سرشار ہو کر حتی المقدور خرچ بھی کرتا ہے۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! اُسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی جزا ملے گی کہ وہ اُسے اپنے فضل و کرم سے جنتِ نعیم میں داخل فرمائے گا۔

﴿دمشقی کی روح پرور نعتِ میلاد﴾

حافظ شمس الدین بن ناصر الدین الدمشقی نے اپنی کتاب "مَوْرِدُ الصَّادِیْ فی مولد الھادی" میں لکھا ہے

یہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ ابولہب پر ہر پیر کے دن عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے کیونکہ اُس نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ [illegible] سلم کی میلاد شریف کی خوشی میں ثویبہ کو آزاد کیا

تھا۔اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار کہے

اِذَا کَانَ هٰذَا کَافِرًا جَاءَ ذَمُّهٗ   وَتَبَّتْ یَدَاهُ فِی الْجَحِیْمِ

یہ کافر تھا جبکہ اس کی مذمت کتاب اللہ میں آئی ہے۔ٹوٹ گئے اس کے دونوں ہاتھ اور وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

اَتٰی اَنَّهٗ فِیْ یَوْمِ الْاِثْنَیْنِ دَائِمًا   یُخَفَّفُ عَنْهُ لِلسُّرُوْرِ بِاَحْمَدَا

حدیث میں آیا ہے کہ ہر پیر کے دن اس سے عذاب میں تخفیف کی جاتی ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کی تھی۔

فَمَا الظَّنُّ بِالْعَبْدِ الَّذِیْ طُوْلَ عُمْرِهٖ   بِاَحْمَدَ مَسْرُوْرًا وَمَاتَ مُوَحِّدًا

کیا خیال ہے اس بندۂ مومن کے بارے میں جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشیاں مناتا رہا اور توحید (وایمان) کی حالت میں جان، جانِ آفریں کے سپرد کردی۔

﴿ایک شیخ طریقت کا عمل﴾

کمال ادفوی "اَلطَّالِعُ السَّعِیْدُ" میں فرماتے ہیں کہ ہم سے ہمارے ثقہ دوست ناصر الدین محمود بن العماد نے بیان کیا کہ ابو الطیب محمد بن ابراہیم سبتی مالکی نزیل "قُوْصُ"، جو عالم باعمل تھے، نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت (بارہ ربیع الاول) کو مدرسے کے پاس سے گزرتے اور کہا کرتے اے فقیہ! یہ دن عید ہے بچوں کو چھٹی کردو اور اپنے گھر واپس بھیج دو تو وہ ہمیں چھٹی دے کر گھروں کو واپس بھیج دیتے تو یہ ان کے عدم انکار پر دلالت کرنے والا فعل ہے اور یہ صاحب مذہب امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے نامور فقیہ اور علوم میں صاحب فن، متقی اور متورع (نیکوکار) بزرگ تھے۔اُن سے ابوحیان

وغیرہ نے اکتساب علم کیا،ان کی وفات ۶۹۵ھ میں ہوئی۔

فائدہ﴾ ابن الحاج نے لکھا ہے کہ اگر یہ کہا جائے کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ماہ ربیع الاول اور پیر کے روز ہوئی، رمضان شریف میں نہیں ہوئی جو قرآن کے نزول کا مہینہ ہے، جس میں لیلۃ القدر پائی جاتی ہے، نہ حرمت والے مہینوں (اشہر حرم) میں، نہ ہی پندرہ شعبان المعظم کی رات کو، نہ ہی جمعہ کے دن یا شب جمعہ کو۔

اس کا جواب چار صورتوں سے دیا جاسکتا ہے۔

(۱) حدیث شریف میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درختوں کو پیر کے دن تخلیق فرمایا، اس میں بہت بڑی تنبیہ ہے اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں خوراک، رزق، میوہ جات اور خیرات کی چیزیں تخلیق فرمائی ہیں۔ بنی نوع انسان کی نشوونما اور گزران سے وابستہ ہے جن سے اُن کے نفوس خوش ہوتے ہیں۔

(۲) "رَبِیْعٌ" کے لفظ میں، اس کے اشتقاق کی نسبت سے ایک اچھا اشارہ اور نیک فال پایا جاتا ہے۔ ابو عبدالرحمٰن صقلی فرماتے ہیں کہ ہر ایک انسان کے لئے اس کے نام میں سے اس کا حصہ ہے (یعنی نام کا اس کے بدن پر اثر پڑے گا)

(۳) "رَبِیْعٌ" (یعنی بہار) کا موسم سب موسموں سے معتدل اور حسین ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شریعت بھی سب شریعتوں سے زیادہ معتدل اور آسان ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ حکیم وعلیم نے چاہا کہ اس وقت کو خصوصی شرف فرمائے جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے۔ اگر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

مذکورہ بالا اوقات میں سے کسی میں پیدا ہوتے تو یہ وہم ہوسکتا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت ان اوقات کی وجہ سے ہے۔







﴿ماہ ربیع الاول شریف میں ان ہدایات پر عمل ضروری ہے﴾

افاضات: حضور فیضِ ملت، مفسرِ اعظم پاکستان، شیخ التفسیر والحدیث، الحافظ، القاری پیر مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ محدث بہاولپوری

محافل میلاد شریف اور ماہ ربیع الاول میں ہر اُس چیز سے بچنا چاہیے جو شریعت سے متصادم ہو لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ محافل میلاد ہی کو بند کر دیا جائے بلکہ عقل مندی کا تقاضا یہ ہے کہ جو باتیں ماہ ربیع الاول اور محافل میلاد میں غیر شرعی نظر آئیں، ان کو ختم کیا جائے اور محافل میلاد کو زیادہ سے زیادہ مقامات پر منعقد کیا جائے جیسا کہ کعبۃ اللہ میں بتوں کے ہونے کی وجہ سے وہاں پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کو منع نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس برائی (یعنی بتوں) کو دور کر دیا گیا لہٰذا اگر کسی جگہ خلاف شرع بات یا کام نظر آئے تو آپ اس کی روک تھام کے لئے مناسب اقدام کریں مثلاً

◉ کسی جگہ میوزک کے ذریعے محفل نعت سجائی گئی ہو تو اس کو منع کیا جائے گا اور اگر ایسا کرنا ناممکن یا مشکل ہو تو وہاں سے جانے سے گریز فرمائیں۔

◉ اسی طرح عورتوں کا اتنی آواز سے نعت پڑھنا کہ اجنبی مردوں تک آواز پہنچے، یہ منع ہے۔

◉ عورتوں کی محفل میلاد میں عورتوں کا بلا حجاب بن سنور کر مووی بنوانا، پھر اسے میڈیا پر چلوانا جسے ہر شخص دیکھے اور سنے، سخت منع ہے اور غیرت مسلم کے منافی ہے۔

◉ محافل میلاد کو اتنا طویل کرنا کہ نماز کا وقت ہی جاتا رہے، ناجائز و حرام ہے، ہاں اگر نماز باجماعت کا اہتمام ہو تو کوئی حرج نہیں۔

◉ محافل میلاد میں وقت کی پابندی کا خیال رکھا جائے تاکہ لوگ دل جمعی کے ساتھ محفل پاک میں شامل رہیں۔

◉ محافل میلاد شریف میں خطاب کے لئے مستند عالم دین کو بلوائیں تاکہ وہ احادیث اور مستند واقعات عوام تک پہنچائیں، نام نہاد اسکالرز، پیشہ ور مقررین کو ہرگز نہ بلوائیں۔

◉ محافل میلاد، چراغاں اور نذر و نیاز کیلئے مسلمانوں کو ڈرا دھمکا کر پرچیوں اور بھتوں کے ذریعے چندہ وصول نہ کریں بلکہ احسن طریقے سے لوگوں کو سمجھا کر فنڈ مانگیں جو فنڈ دیں ان سے لے لیں، جو نہ دیں ان سے کچھ نہ کہیں، خاموشی سے واپس لوٹ آئیں۔

◉ ایسے راستے میں محافل میلاد کا انعقاد کرنا جو کہ عوام الناس کی عام آمد و رفت کے لئے استعمال ہوتا ہو، وہاں رکاوٹ کھڑی کر کے محافل میلاد کرنا مکروہ تحریمی ہے کہ حقوق العباد کا معاملہ ہے۔

◉ محافل میلاد میں بلند آواز سے بے دریغ مائیک اور ساؤنڈ سسٹم کا استعمال کرنا کہ اطراف کے گھروں میں بیمار، بچے، بوڑھے اور نوکری پیشہ افراد جن کو صبح کام پر جانا ہوتا ہے، ان کے آرام میں خلل پڑے، اس سے بچنا چاہیے کیونکہ یہ حقوق العباد کا معاملہ ہے۔ اس معاملے میں قیامت کے دن پوچھا جائے گا (اگر محفل کرنی ہے تو آواز کم سے کم رکھیں اور رات گئے تک جاری نہ رکھیں، وقت پر ختم کر دیں۔

◉ محافل میلاد میں باوضو اور اچھے لباس کے ساتھ (سر ڈھانپ کر) شرکت کریں۔ نعت

شریف اور ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متوجہ ہو کر سنیں، ہماری توجہ نہ ہو اور ہم اپنے عمل سے بے اعتنائی اور لا پرواہی کا مظاہرہ کر رہے ہوں، یہ مناسب نہیں۔

- نذر و نیاز کا اہتمام کریں مگر آدھی رقم لٹریچر کی تقسیم پر خرچ کریں یعنی بارہویں والے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر مبنی رسالے، عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت کے پمفلٹ اور کتابچہ خوب تقسیم کریں تا کہ لوگ علم کی دولت سے بہرہ مند ہوں۔
- اس مبارک و پُر مسرت موقع پر غریب و نادار طلبہ کی امداد کریں، کھانے، کپڑے اور ضروریات زندگی کی تقسیم کا اہتمام کریں۔
- غریب بستیاں جس میں یتیم، مسکین، بیوہ عورتوں اور محتاجوں کی بڑی تعداد رہتی ہے، ان کی بھرپور مدد کی جائے، تا کہ وہ لوگ بھی اس خوشی میں شامل ہو جائیں۔
- جلوس میلاد میں غیر شرعی امور سے بالکل اجتناب کریں، سنجیدگی کا مظاہرہ کریں۔ نیاز یا لنگر پھینکنے سے پرہیز کریں، عزت کے ساتھ شرکاءِ جلوس کے ہاتھوں میں دیں، خواتین کو ہرگز ہرگز جلوس میں نہ لائیں۔ (ویڈیو اور فوٹو بازی کے گناہ سے اجتناب کریں)
- جلوس کے گشت کے دوران نماز کا وقت ہو جائے تو جلوس روک کر باجماعت نماز ادا کریں، پھر آگے بڑھیں۔
- اگر رات شب بیداری کی وجہ سے نماز یا جماعت فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو تو شب بیداری نہ کریں اور نماز باجماعت کا خصوصی خیال رکھیں۔
- چراغاں دیکھنے کے لئے بھی خواتین کی آمد و رفت کو روکا جائے تا کہ تماشا نہ بنے اور لوگ اس کو بنیاد بنا کر میلاد منانے والوں پر طعنہ زنی نہ کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں ادب کے ساتھ میلاد منانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین

حضور مفسر اعظم پاکستان فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم یادگار

﴿جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور﴾

جہاں گذشتہ نصف صدی سے عشق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خیرات تقسیم ہو رہی ہے۔ جامعہ میں اسلامیہ، عربیہ قدیم و جدید علوم پڑھائے جا رہے ہیں۔ طلباء کو نماز باجماعت کے ساتھ ذکر و اذکار کی پابندی کرائی جاتی ہے۔

طالبات کے لئے شعبہ ناظرہ، حفظ، تجوید، درس نظامی کی علیحدہ باپردہ کلاس روم کا انتظام ہے۔ ادارہ کے ملحق اہلسنت کی عظیم "جامع سیرانی مسجد" ہے جس کی تعمیر تو تین منزلیں مکمل ہوئیں جہاں ہزاروں نمازیوں کے لئے باجماعت نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے جبکہ گنبد خضریٰ شریف کی نسبت سے مسجد شریف کا گنبد جگمگ کر کے اہل ایمان کو یادِ مدینہ کا خوبصورت منظر پیش کر رہا ہے۔ آپ کے ادارہ کے فضلاء دنیا کے بیشتر ممالک میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں ادارہ کا ماہانہ خرچہ لاکھوں روپے ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ اپنے صدقات، خیرات و عطیات، زکوٰۃ میں سے جامعہ میں زیر تعلیم مستحق طلباء کے لئے ضرور حصہ نکال کر اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی حاصل کریں۔

عطیات آن لائن بھیجنے کی صورت میں بنام

"جامعہ اویسیہ رضویہ بہاولپور مسلم کمرشل بینک عیدگاہ برانچ بہاولپور"

اکاؤنٹ نمبر یہ ہے

1136-01-02-1328-2

ناظم اعلیٰ

جامعہ اویسیہ رضویہ سیرانی مسجد محکم الدین سیرانی روڈ بہاولپور

کرامتِ اُویسی علیہ الرحمہ

﴿اُویسی گھرانہ آباد رہے﴾

حضور فیضِ ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پہلے عرس مبارک پر حضور فیض ملت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے خلیفہ حضرت علامہ مولانا محمد افضال اخوندزادہ حافظ آباد نے اپنے بیان میں فرمایا آج (کچھ حضرات) چار کتابیں لکھ کر قوم کے سامنے بہت بڑے مصنف بننے کی کوشش کرتے ہیں، آؤ حضور فیض ملت والدین کی تصنیفی خدمات دیکھو کہ مختلف علوم وفنون پر چار ہزار سے زائد کتابیں لکھیں مگر سادگی کی زندہ مثال تھے، کبھی اپنا فوٹو کسی اخبار یا ٹی وی میں نہیں آنے دیا۔ وہ فرماتے تھے بس میرے کریم راضی ہو جائیں۔ حضور فیضِ ملت کی ایک چشم دید کرامت بیان کرتے ہوئے انہوں نے اپنا واقعہ سنایا کہ مجھے اہل تشیع نے زہر دے دیا، میرا معدہ پھٹ گیا، ڈاکٹروں نے جواب دے دیا، میں حضور فیضِ ملت کی خدمت حاضر ہوا اپنی پریشانی اور بیماری کا ذکر کیا تو آپ نے میرے پیٹ پر ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاء دی آج میں آپ کے سامنے حضور فیضِ ملت کی زندہ کرامت کھڑا ہوں آپ نے مجھ پر بہت مہربانی فرمائی بہت کچھ دیا اور بلا مبالغہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ کے صاحبزادگان آپ کے علمی وروحانی فیضان سے فیضیاب ہیں، یہ اپنے عظیم والد گرامی کا مظہر ہیں، سادہ طبیعت ہیں، سب سے بڑی اہم بات اس گھرانے کی یہ ہے کہ یہاں عشقِ رسول ﷺ کی خیرات ملتی ہے میری دلی دعا ہے کہ

"اللہ کرے اویسی گھرانہ آباد رہے"